فضلاء کی خدمت میں

حضرت اقدس مولانا محمد سلیم دھورات صاحب دامت برکاتہم

بانی و شیخ الحدیث اسلامک دعوۃ اکیڈمی، لیسٹر، برطانیہ

۱۴۲۹ھ مطابق ۲۰۰۸ء میں جامعہ ریاض العلوم کے فضلاء کو اپنی مادرِ علمی میں دو دن کے قیام کی سعادت نصیب ہوئی، ہمارے مشفق و محسن استاذ و مربی، جامعہ کے بانی و شیخ الحدیث، حضرت اقدس مولانا محمد سلیم دھورات صاحب دامت برکاتہم نے بھی از راہ شفقت جامعہ کی مسجد میں ہمارے ساتھ قیام فرمایا اور پوری توجہ اور خیر خواہی کے ساتھ اپنے روحانی اور علمی فرزندوں کو قیمتی نصائح سے نوازا۔ اپنے اکابر کے منہج پر قائم رہنے کی وصیت کے ساتھ ساتھ اصلاحِ نفس اور اصلاحِ امت کے لئے سعی کی تاکید برابر فرماتے رہے۔

یہ نصیحت اُس اجتماع کی الوداعی نشست کا کچھ حصہ ہے جو تمام نشستوں کا لبِّ لباب بھی ہے اور "خِتَامُهُ مِسْكٌ" کا مصداق بھی، اس نصیحت نے سامعین کو رلایا، سوئے ہوئے ضمیروں کو جگایا اور دلوں میں ایک نیا ولولہ پیدا کیا، کاش اس نشست کی کیفیت کو ضبط کرنے کا کوئی آلہ ہوتا! تاہم "مَا لَا يُدْرَكُ كُلُّهُ لَا يُتْرَكُ كُلُّهُ" کے پیشِ نظر قارئین کی خدمت میں الفاظ پیش کرنے کی سعادت حاصل کی جارہی ہے۔

امید ہے کہ یہ باتیں قارئین کے لئے بھی مقصد میں کامیابی کے لئے معین اور مددگار ہوں گی۔

وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللهِ بِعَزِيْزٍ۔

التزكية

At-Tazkiyah

www.at-tazkiyah.com

PO Box 8211 • Leicester • LE5 9AS • UK

فہرست

عالم ہونا کوئی معمولی بات نہیں ۳

انبیاء علیہم السلام کے حقیقی وارث ۳

علماء: امت کے نگراں ۴

اپنی حیثیت کو پہچانو! ۶

خیار العلماء ۶

بڑی لجاجت سے درخواست ۷

میرے پیارو! اپنی قدر پہچانو! ۷

دین کے ذریعہ دنیا ۸

لائحہ عمل ۹

اندیشہ ۹

وظائف نبوت لے کر اٹھو! ۱۰

فضلاء کی خدمت میں

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نَحْمَدُہُ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ، أَمَّا بَعْدُ:

عالم ہونا کوئی معمولی بات نہیں

میرے پیارو! میرے عزیزو! ماشاء اللہ آپ کا شمار اب علماء میں ہونے لگا ہے، لوگ آپ کو عالم ہونے کی حیثیت سے دیکھتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے کہ اس نے ہمیں بغیر استحقاق کے اہل علم کے ساتھ جوڑ دیا، اللهم لك الحمد ولك الشكر۔ لیکن ہم میں سے کسی کو بھی یہ خیال نہیں آنا چاہئے کہ میں عالم ہوں، اس لئے کہ عالم ہونا کوئی معمولی بات نہیں ہے، حقیقی عالم فقیہ ہوتا ہے اور فقیہ کی تعریف حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ کی ہے:

إِنَّمَا الْفَقِیْہُ: الزَّاھِدُ فِيْ الدُّنْیَا، الرَّاغِبُ فِيْ الْآخِرَۃِ، الْبَصِیْرُ بِأَمْرِ دِیْنِہ، الْمُدَاوِمُ عَلٰی عِبَادَۃِ رَبِّہٖ (سنن الدارمي، باب من قال: العلم الخشية وتقوى الله)

انبیاء علیہم السلام کے حقیقی وارث

اس تعریف کی روشنی میں عالم کون ہے؟ صدیقِ اکبر اور عمرِ فاروق، عثمانِ غنی اور علی مرتضی رضی اللہ عنہم، عمر بن عبد العزیز اور حسن بصری، امام ابو حنیفہ اور امام مالک، امام شافعی اور امام احمد، امام بخاری اور امام مسلم، شیخ جنید بغدادی اور شیخ عبد القادر جیلانی، مجدّد الفِ ثانی اور شاہ ولی اللہ، شاہ عبد العزیز اور شاہ عبد الحق، مولانا رشید احمد گنگوہی اور مولانا محمد قاسم نانوتوی، مولانا یعقوب نانوتوی اور شیخ الہند، مولانا تھانوی اور مولانا انور شاہ کشمیری، مولانا حسین احمد مدنی اور مولانا الیاس، مولانا خلیل احمد سہارنپوری اور مولانا عبد القادر رائپوری، شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا اور مولانا مسیح اللہ، مولانا

صدیق باندوی اور مولانا علی میاں رحمۃ اللہ علیہم، علماء کہلانے کے لائق تو یہ اور ان جیسے حضرات ہیں۔

ان حضرات کے کارنامے اور کردار، اخلاص اور للّٰہیت، سادگی اور بے نفسی، فکرِ آخرت اور دنیا سے بے رغبتی، امت کے لئے ہمدردی اور خیر خواہی، علمی کاوش اور جد وجہد، دین کی حفاظت کے لئے کوشش اور امت کو فتنوں سے بچانے کی محنتیں؛ اگر ہم ان حضرات کے ان کارناموں کو اور اوصافِ حمیدہ کو دیکھیں اور ہماری غفلت والی زندگی کو دیکھیں تو اس بات پر ندامت اور شرمندگی ہوتی ہے کہ ہم کو عالم اور مولوی کہا جا رہا ہے، ڈر لگتا ہے کہ ہمارے اکابر اور بزرگوں سے ناواقف لوگ ہمارے اعمال واخلاق وکردار کو دیکھ کر کہیں ہمارے ان بزرگوں کے بارے میں کوئی غلط رائے قائم نہ کرلیں۔

مگر بہر حال اللہ تعالیٰ نے ظاہر میں علماء کی جماعت میں شامل کرلیا ہے، یہ حق تعالیٰ شانہ کی طرف سے ایک انعام ہے اور ان کی صفتِ ستّاری کا ایک مظہر ہے جس پر جتنا شکر ادا کیا جائے کم ہے، اور اس شکر کی سب سے اہم شق یہ ہے کہ ہم علماءِ ربّانیین جیسا بننے کی کوشش کریں اور ان کو اپنے لئے اسوۂ حسنہ بنائیں کیونکہ یہی حضرات انبیاء علیہم السلام کے حقیقی وارث ہیں، اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائیں، (آمین)۔

علماء: امّت کے نگراں

آگے جو بات عرض کرنی ہے اس سے پہلے بطور تمہید ایک بات سمجھ لیجئے، امّت کی مثال بکریوں جیسی ہے یعنی امّت کے افراد بکریوں کے مانند ہیں، اور ان کے حق میں شیاطین الانس و الجن خطرناک بھیڑیے ہیں جو ہر وقت ان کی روحانی زندگی برباد کرنے کی تاک میں رہتے ہیں اور مختلف طریقوں سے ان پر حملہ آور ہوتے ہیں، امت کے علماء ان بکریوں کے نگراں اور چرواہے ہیں اور ایک چرواہے کی سب سے بڑی ذمہ داری یہ ہوتی ہے کہ وہ اپنی بکریوں کی پوری خیر خواہی کے

ساتھ دیکھ بھال کرے۔

دیکھئے! چرواہا اپنی بکریوں کی کس طرح دیکھ بھال کرتا ہے؟ بکریاں نادان، بھولی بھالی اور ضدی ہوتی ہیں، اس کے باوجود چرواہا اپنے غصہ پر کنٹرول کرتا ہے اور انہیں سنبھالتا ہے اس لئے کہ وہ ان بکریوں کو قیمتی سرمایہ سمجھتا ہے، وہ ڈرتا ہے کہ اگر صبر وتحمل سے کام نہ لیا گیا تو کہیں یہ قیمتی سرمایہ ضائع نہ ہوجائے، وہ پوری بیدار مغزی کے ساتھ اور پوری مستعدی کے ساتھ بکریوں پر نظر رکھتا ہے، ہر وقت ہوشیار اور چوکنّا رہتا ہے، اسے بکریوں کی حفاظت کا ہر وقت خیال رہتا ہے، وہ بکریوں کے سلسلہ میں ہر وقت فکر مند رہتا ہے اور ماحول پر برابر نظر رکھتا ہے، وہ یہ سوچتا رہتا ہے کہ بھیڑیے کس جہت میں رہتے ہیں، کہاں سے حملہ آور ہوسکتے ہیں اور ان کو دور رکھنے کی کیا تدبیر اختیار کی جاسکتی ہے؟ بکریاں کہیں اِدھر اُدھر غلط رخ پر تونہیں جارہی ہیں؟ کوئی بکری ریوڑ سے الگ تونہیں ہورہی ہے؟ غرض چرواہا اپنی ہر بکری کو ایک قیمتی سرمایہ سمجھتا ہے، اس کی حفاظت کی کوشش میں برابر لگا رہتا ہے اور اپنی اس ذمہ داری سے کبھی بھی غافل نہیں ہوتا۔

میرے عزیزو! علماء امّت کے چرواہے ہیں اور ان میں سے ہر ایک میں یہ جذبہ ہونا چاہئے کہ وہ اپنے ہر مصلّی، ہر شاگرد، بستی میں رہنے والے ہر مسلمان بلکہ امّت کے ہر فرد کو قیمتی سرمایہ سمجھ کر اس کی حفاظت کی کوشش میں ہر وقت لگا رہے، یہ ہمارا آخرت کا بہت بڑا سرمایہ ہے۔ جس طرح ایک چرواہے کو بکریوں کے منافع حاصل ہوتے ہیں، دودھ، گوشت، کھال، بال وغیرہ، اسی طرح امّت کے افراد کو سنبھالنے سے علماء کو بھی بے شمار منافع حاصل ہوں گے، علم وتقوی میں اضافہ ہوگا، میزانِ حسنات بھاری ہوگا، قربِ الٰہی میں ترقی ہوگی اور حق تعالیٰ شانہ کے محبوب پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی توجہ حاصل ہوگی، امت کا ہر فرد ہماری آخرت کے لئے بڑا قیمتی سرمایہ ہے، اس کی نگرانی میں تن من اور دھن کی بازی لگانی چاہئے اور ہر وقت یہ کوشش ہونی چاہئے کہ امّت کا ایک فرد بھی شیاطین

بھیڑیوں کا لقمہ نہ بنے، وارثینِ انبیاء کے سردار صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا:

أَيُنْقَصُ الدِّيْنُ وَأَنَا حَيٌّ؟
کیا میرے جیتے جاگتے دین میں کوئی نقصان آ سکتا ہے؟

نہیں! چرواہے کے ہوتے ہوئے کسی بھی بکری کو کوئی بھی روحانی یا دینی نقصان نہیں پہنچ سکتا۔

اپنی حیثیت کو پہچانو!

بس میرے عزیزو! اپنی حیثیت کو پہچانو اور ساتھ ساتھ امّت کو اپنا بہت ہی قیمتی سرمایا جانو! اگر یہ احساس پیدا ہوگیا تو پھر کوئی بھی لمحہ غفلت سے نہیں گزرے گا، جنگل کی طرف بھی نظر ہوگی، بھیڑیے پر بھی اور بکریوں پر بھی، اگر کسی وقت بھیڑیے کا خوف محسوس ہوگا تو فوراً اٹھ کھڑا ہوگا اور پوری مستعدی کے ساتھ مقابلہ کرے گا، اور خطرات سے بچانے کی فکر کے ساتھ ساتھ بکریوں کی ضرورتوں کو مہیا کرنے میں لگا رہے گا۔

خیار العلماء

میرے پیارو! ہم صحیح معنی میں علماء کہلانے کے قابل اس وقت ہوں گے جب ہم اچھے راعی بن کر امّت کو اچھی طرح سنبھال لیں، اس لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اپنے مقصد کو سمجھیں، اپنی ذمہ داری کا احساس پیدا کریں اور پھر اس احساس کو باقی رکھیں، ہر وقت چرواہے بن کر اپنی بکریوں کی نگرانی میں مشغول رہیں، اور ظاہر ہے کہ جو اپنی بکریوں کی فلاح و بہبودی کی فکر میں لگا رہے گا اسے اپنی فلاح و کامیابی کی بطریق اولی فکر ہوگی، جو بکریوں کو بھیڑیے سے بچانے کی کوشش کرے گا وہ اپنی ذات کو بھی بھیڑیے اور دوسرے تمام داخلی خارجی خطرات سے محفوظ رکھنے کی کوشش کرے گا۔

دن میں بکریوں کی فکر میں لگا رہے گا اور خود کی فکر سے غافل نہیں ہوگا، بلکہ رات کو خلوت میں حق تعالیٰ شانہ کی بارگاہ میں راز و نیاز کر کے اپنی فلاح کی بھی فکر کرتا رہے گا۔

وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا (المزمل:۸)

یہی حضرات علماءِ ربّانیین ہیں جنہیں حدیث میں خیار العلماء کا لقب دیا گیا ہے اور یہی خیار الناس ہیں۔

اِنَّ خَيْرَ الْخَيْرِ خِيَارُ الْعُلَمَاءِ (سنن الدارمی، کتاب العلم)

بڑی لجاجت سے درخواست

کچھ حضرات مدارس سے فارغ ہونے کے بعد اپنے چرواہے ہونے کا احساس کھو دیتے ہیں، علمی اشتغال اور دین کی خدمت سے دور رہنے اور عوام کے ساتھ بہ کثرت اٹھنے بیٹھنے کی وجہ سے احساس کمتری کے شکار ہو جاتے ہیں، وہ امت کے عام افراد کی طرح ہو جاتے ہیں۔ اگر کسی جگہ پر منکر دیکھتے ہیں تو خاموشی اختیار کر جاتے ہیں بلکہ بسا اوقات اس کے منکر ہونے کا احساس بھی نہیں ہوتا، اگر شیطانی بھیڑیے لوگوں کے دین پر حملہ آور ہوتے ہیں تو وہ بھی بکریوں کے ساتھ ان کے شکار ہو جاتے ہیں، وہ حق اور باطل، اچھے اور برے، صحیح اور غلط میں تمیز نہیں کر پاتے اور بڑی آسانی سے فتنہ میں مبتلا ہو جاتے ہیں، میں آپ عزیزوں سے بڑی لجاجت سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ سب اچھی طرح اپنا محاسبہ کریں اور اگر کوئی اپنے آپ کو اس قسم میں پاتا ہے تو وہ جلد اس سے نجات حاصل کر کے علماءِ ربّانیین میں شامل ہو جائے۔

میرے پیارو! اپنی قدر پہچانو!

میرے پیارو! حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا جملہ دہرانے کو جی چاہتا ہے، آپ نے دار العلوم کراچی کے طلبہ اور اساتذہ کے سامنے فقط ایک جملہ ارشاد فرمایا تھا:

میرے پیارو! اپنی قدر پہچانو! میں بھی کہتا ہوں، میرے پیارو! اللہ تعالیٰ کے واسطے اپنی قدر پہچانو!

دین کے ذریعہ دنیا

اس سے بھی نیچے ایک اور درجہ ہے، اللہ تعالیٰ ہماری حفاظت فرمائیں، اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی پناہ میں رکھیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو چرواہوں کی شکل میں بھیڑیے ہوتے ہیں، ان میں سے کچھ وہ ہوتے ہیں جو چرواہے کی شکل اختیار کر کے بکریوں سے دنیوی منافع حاصل کرتے ہیں، عوام سے دنیوی مفادات حاصل کرتے ہیں، مالی اور جاہی ضرورتیں پوری کرتے ہیں، دعوتوں اور ہدایا کی کثرت ان کی تمناؤں کی آخری منزل ہوتی ہے، افسوس صد افسوس! جو علم آخرت کے لئے تھا اسے دنیا کمانے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے، حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ کرتب دکھارہا تھا، آپ نے اپنے شاگردوں سے فرمایا:

> اِنَّ هٰذَا خَيْرٌ مِنْ أَصْحَابِنَا لِأَنَّهُ يَأْكُلُ الدُّنْيَا بِالدُّنْيَا وَأَصْحَابُنَا يَأْكُلُوْنَ الدُّنْيَا بِالدِّيْنِ (مرقاة المفاتيح شرح مشكوة المصابيح)
>
> یہ ہماری برادری سے بہت اچھا ہے، اس لئے کہ یہ دنیا کے ذریعہ دنیا کماتا ہے اور ہمارے ساتھی دین کے ذریعہ دنیا کماتے ہیں۔

یہ تو دنیا کمانے والے تھے، دوسرا گروہ ان سے بھی زیادہ خطرناک ہے، وہ چرواہوں کی شکل میں لوگوں کے دین پر حملہ کرتے ہیں، جائز کو ناجائز اور ناجائز کو جائز بتلاتے ہیں، دینی تصلب، دینی پختگی، ورع، احتیاط اور تقوی کو تنگ نظری قرار دیتے ہیں اور امّت کو "الدِّیْنُ یُسْرٌ" سے مغالطہ دے کر نئے نئے فتنوں میں ڈالتے ہیں اور نصوص کے ظاہر سے غلط استنباط کر کے لوگوں کو صراطِ مستقیم سے دور لے جاتے ہیں، ان دونوں گروہ کو علماءِ سوء کہتے ہیں جنہیں حدیث میں شرار العلماء کہا گیا ہے اور یہی شرار الناس ہیں۔

اِنَّ شَرَّ الشَّرِّ شِرَارُ الْعُلَمَاءِ (سنن الدارمی: كتاب العلم)

لائحہ عمل

میرے پیارو! شرار العلماء میں سے ہونے سے حق تعالیٰ شانہ کی پناہ مانگتے رہنا چاہئے اور اس کوشش میں لگے رہنا چاہئے کہ ہمارا شمار خیار العلماء میں ہوجائے، اس کا طریقہ کیا ہے؟ اپنے نفس کی اصلاح کی سعی کر کے دل میں خشیت پیدا کریں، اور اس کے لئے اپنے اپنے مشائخ سے تعلق قائم کریں اور برابر رابطہ رکھیں اور اپنی اصلاح کرائیں، آج ہی اور اسی وقت یہ طے کرلو کہ زندگی کو بدلنا ہے اور اپنے آپ کو خیار العلماء میں شامل کرنا ہے۔

اَلَمۡ یَاۡنِ لِلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَنۡ تَخۡشَعَ قُلُوۡبُہُمۡ لِذِکۡرِ اللّٰہِ وَ مَا نَزَلَ مِنَ الۡحَقِّ (الحدید:۱۶)

میرے پیارو! دل کی گہرائی سے کہو ''قَدْ آنَ وَقَدْ حَانَ''۔ میرے پیارو! مت گھبراؤ! ہمت مت ہارو! رجوع الی اللہ کے ساتھ آگے بڑھو اور اپنے اپنے مشائخ سے کامل وابستگی اختیار کرو، وہ آپ کے روحانی باپ ہیں، ان سے دوری کیسی؟ وہ آپ کے روحانی طبیب ہیں، بھلا کوئی مریض اپنے طبیب سے مستغنی ہوسکتا ہے؟ اگر طبیب ناراض بھی ہوجائے اور استغناء کا برتاؤ بھی کرے تب بھی منت کی جائے گی اس لئے کہ ہم بیمار ہیں اور علاج کے محتاج ہیں۔

اندیشہ

اگر اس امر سے غفلت برتی گئی تو علماءِ سوء میں شامل ہونے کا اندیشہ ہے، میرے حضرت لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے ایک مرتبہ فرمایا: مولوی صاحب! علماءِ سوء میں سے ہونے سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگا کرو اس لئے کہ ہمارے زمانہ میں علماءِ سوء کی کثرت ہو رہی ہے۔ مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے: بدقسمتی سے اب ہمارے مدارس سے بھی علماءِ سوء پیدا ہونے شروع ہوگئے ہیں۔ یہ بھی فرماتے تھے: کچھ سالوں سے ہمارے مدرسے بانجھ ہوگئے ہیں، مولانا تو بہت پیدا

ہو رہے ہیں، مگر مولوی پیدا نہیں ہوتے، یعنی اللہ والے، علماء ربّانیین پیدا نہیں ہوتے۔

وظائفِ نبوّت لے کر اٹھو!

میرے پیارو! میں تمھیں کیا بتاؤں؟ تمھارے چہروں پر نظر ڈالتا ہوں اور تصورات کی دنیا میں تمھارے زمانہ طالبِ علمی میں چلا جاتا ہوں اور تمھاری دین کی خدمت کے حوالہ سے قناعت پسندی کو دیکھتا ہوں تو دل کو ایسی تکلیف ہوتی ہے جو بیان سے باہر ہے، آپ کی اُس وقت کی صلاحیتوں کو دیکھ کر مستقبل کی دنیا میں چلا جاتا تھا اور سوچتا تھا کہ میرا یہ بچہ یہ کام کرے گا، میرے اس بچہ سے یہ دینی فائدہ ہوگا، اور دین کی خدمت واشاعت کا ذہن میں ایک نقشہ آتا تھا، اب جب آپ میں سے بعض حضرات کی قوتوں اور صلاحیتوں کو ضائع ہوتے ہوئے دیکھتا ہوں کہ چھوٹی چھوٹی خدمات پر قناعت کرلی ہے اور اپنے آپ کو بہت محدود کرلیا ہے، نہ بیوی بچوں کو دینی فائدہ ہو رہا ہے، نہ خاندان کو، نہ امّت کو؛ تو یہ سب کچھ دیکھ کر دل کو ایسی تکلیف ہوتی ہے جس کی کیفیت کو بیان کرنے سے زبان قاصر ہے، میرے پیارو! یہاں سے وظائفِ نبوّت کو لے کر اٹھو!

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْ أَنْفُسِهِمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ

(آل عمران: ۱۶۴)

هُوَ الَّذِيْٓ أَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ

(التوبۃ: ۳۳)

صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کے نعرہ "أَيُنْقَصُ الدِّيْنُ وَأَنَا حَيٌّ" کو لے کر اٹھو! سوچو میرے عزیزو! اللہ تعالیٰ نے آپ کو "وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ" کے مقام پر فائز کیا اور امّت کی قیادت کے لئے منتخب کیا اور یہ کتنا بڑا سانحہ ہوگا کہ آپ اس عظیم منصب سے گریں اور ایسے گریں کہ ہمارے اور عوام کے درمیان کوئی فرق باقی نہ رہے۔ ہم بلندی کے کس مقام کو ٹھوکر مار کر پستی کے کس گڑھے میں گر رہے ہیں؟

اگر کوئی وزارت کے منصب کو ٹھوکر مار کر بھنگی بننا پسند کرتا وہ بھی اپنے منصب کی اتنی نا قدری کرنے والا شمار نہ ہوتا جتنی نا قدری کرنے والے ہم ہو رہے ہیں۔

يَا أَيُّهَا الْعُلَمَاءُ وَ يَا مِلْحَ الْبَلَدِ
مَا يُصْلِحُ الْمِلْحَ إِذِ الْمِلْحُ فَسَدَ

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ
وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ أَجْمَعِيْنَ